مصارف میں وقف کردیا تھا اس وقت کی ایک اشرفی کم سے کم آج کل کے پچیس روپیہ کے برابر تھی اس حساب سے نظام الملک کے خاص عطیہ کو چھوڑ کر ایک کروڑ پچاس لاکھ سالانہ کی رقم شاہی خزانہ سے تعلیمات کے لئے مقرر تھی خلیفہ مستنصر باللہ نے بغداد میں جو مدرسہ مستنصریہ کے نام سے جاری کیا تھا اس کا سلسلہ عمارت چھ برس میں مکمل ہوا مذاہب اربعہ کے فقہا اور شیخ الحدیث۔ شیخ النحو، ماہر فرائض اور استاذ طب درس دینے کیلئے مقرر ہوئے ایک سو ساٹھ اونٹوں پر لاد کر عمدہ عمدہ کتابیں کتب خانہ شاہی سے اس کے استعمال کے لئے آئیں مدرسہ ہی کے احاطہ میں ایک شفاخانہ بھی بنایا گیا دو سو اڑتالیس طلبہ مدرسہ کھلنے کے ساتھ ہی داخل ہوئے جن کو مکان۔ فرش۔ خوراک، تیل، کاغذ، قلم وغیرہ مدرسہ کی طرف سے ملتا تھا ان کے دستر خوانوں پر معمولی کھانے کے علاوہ شیرینی اور میوے بھی چنے جاتے تھے ان سب کے علاوہ ایک اشرفی ماہوار الگ وظیفہ کے طور پر مقرر تھی سینکڑوں دیہات اور مواضع مدرسہ کے سالانہ مصارف کے لئے وقف تھے جن کی مجموعی آمدنی ستر ہزار مثقال سونا یعنی آجکل کے حساب سے تقریباً ساڑھے چار لاکھ سالانہ کی تھی ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے کہ قاہرہ کی مشہور مسجد ازہر میں تین سو استاد اور دس ہزار طالب العلم .... تھے جو کل ممالک اسلامی سے آئے ہوئے تھے یہ دارالعلوم بہت ہی بڑا مذہبی و تعلیمی مرکز تھا اس میں درس قرآن وحدیث کے علاوہ جبر المقابلہ، اقلیدس، ہیئت، صرف و نحو۔ ادب۔ معانی، بیان، منطق وغیرہ علوم بھی پڑھائے جاتے تھے فقط

(باقی آئندہ)

اسلام اور تعلیم ایثار

(از مولوی محمد اقبال صاحب گونڈوی)

ہر مذہب کا مدعی اور اس کا پیرو اپنے دین کی سچائی پر مختلف دلیلیں پیش کرتا اور امتیازی حیثیت دکھلاتا ہے چنانچہ ہمارے مذہب اسلام کی حقانیت پر جہاں اور لاانتہا دلیلیں پیش کی جاتیں اور اس کے خصائص دکھلائے جاتے ہیں وہاں ایک ایثار بھی ہے جو آج میرا مطمح نظر اور مقصود بیان ہے۔ ایثار کے لغوی معنی ترجیح دینا اور اصطلاح میں اسلامی امور اور دینی احکام کو اپنے خواہش پر ترجیح دینے اور جان و مال کو خدمت اسلام میں قربان کر دینے کو کہتے ہیں، میں دکھلاؤں گا کہ اسلام نے کس حد تک ایثار کی تعلیم دی ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔ یعنی مومن دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اور غیر کے مفاد کو اپنے مفاد پر باوجود حاجتمند ہونے کے بھی مقدم جانتے ہیں، صحابہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طرح کی قربانی کر کے دکھلا دیا اور اپنی جان و مال و اولاد کو خدا کی راہ میں نثار کر کے آیۃ مذکورۃ کی پوری پوری تصدیق کر دی چنانچہ غزوہ بدر اور جنگ یرموک و حنین میں باوجود قلت سامان کے کفار کا مقابلہ کیا جاتا ہے چونکہ خدا و رسول کا فرمان تھا اس لئے مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کر دیں اور احکام خدا و رسول کی تعمیل میں جان و مال و اولاد کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ مسلمان غالب رہتے تھے۔ ۹۲ھ میں جبکہ بنو امیہ کا زمانہ تھا حضرت طارق بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مٹھی بھر

مسلمانوں کو لیکر دار الخلافہ دمشق سے ہزاروں میل دور اسپین میں کفار سے لڑتے ہیں اس مذہبی اور دینی معاملہ میں جانباز مسلمانوں نے اپنی جانیں نثار کردیں، ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے صحابہ کو غزوہ تبوک کیواسطے چندہ جمع کرنے کا حکم دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جاتے ہیں اور گھر کے تمام مال کا نصف اٹھالاتے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو گھر کا سارا ہی مال اٹھالائے اور اور آپ کو سونپ دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ گھر پر بیوی بچوں کے واسطے کیا رکھا ہے آپ فرماتے ہیں کہ بس اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے یہ تھا اسلام کا ایثار اسی ایثار کیوجہ سے صحابہ خود فاقہ کرتے لیکن دوسرے بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی مجھود فارسل الی بعض نسائہ فقالت والذی بعثک بالحق ما عندی الا الماء الی آخرہ ٭ یعنی ایک شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میں مصیبت زدہ ہوں آپ نے اپنی بیویوں کے پاس خبر بھیجی سبھوں نے یہی جواب دیا کہ خدا کی قسم ہے ہمارے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں ہے آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ جو شخص اس کی مہمانداری کریگا اس پر خدا رحم کریگا ایک صحابی اس شخص کو اپنے گھر لیجاتے ہیں ان کے گھر بچوں کے واسطے تھوڑا سا کھانا رکھا تھا اپنی بی بی سے کہتے ہیں کہ بچوں کو تھپکی دے کر سلا دینا اور جب مہمان کھانے کا قصد کرے تو اٹھکر چراغ بجھا دینا تاکہ مہمان یہ نہ سمجھے کہ میزبان نے کھانا نہیں کھایا چنانچہ ایسی ہی کیا جاتا ہے مہمان آسودہ ہو جاتا ہے اور گھر پر بیوی بچے فاقہ کرتے ہیں کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

بھوکے خود رہتے تھے اوروں کو کھلا دیتے تھے ٭ کیسے صابر تھے محمدؐ کے گھرانے والے

جس وقت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کفار کے مظالم سے تنگ آجاتے ہیں ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے لگتا ہے تو ہجرت کا حکم ہوتا ہے صحابہ ہجرت کرکے مدینہ منورہ پہنچتے ہیں انصار ان کو ہاتھوں ہاتھ لیلیتے ہیں ان کو اپنا بھائی بنالیتے ہیں اپنی وراثت کا مالک بنالیتے ہیں۔ جس کے دو بیویاں تھیں ایک کو طلاق دیکر مہاجرین سے نکاح کردیتے ہیں جنگ احزاب کے موقع پر جب فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کے متعلق انصار سے مشورہ لیا تو انصار نے جواب دیا کہ ہم قوم موسیٰ کی طرح نہیں ہیں جنھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ یعنی اے موسیٰ تم اور تمہارے خدا جاکر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے ۔ بلکہ ہم تیروں کے مقابلے میں اپنے سینے سامنے کردینگے اپنی اولاد و اموال کو نثار کردینگے اگر سمندر میں گھسنے کا حکم دینگے تو ذرا بھی تامل نہ کرینگے اس کے بعد خندق کھودی جاتی ہے مہاجرین و انصار فاقہ کرتے ہیں پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں بدن میں بالکل ضعف و ناتوانی آجاتی ہے سخت جاڑے کا موسم ہے سردی سے بدن کپکپاتا ہے لیکن حمایت اسلام اور اس کے بچانے کے معاملہ میں اس مصیبت کو مصیبت نہیں سمجھتے ان تکالیف کو خندہ پیشانی سے گوارا کرتے ہیں سب لوگ خندق کھودتے جارہے ہیں اور یہ رجز سب کی زبان پر ہے ؎

واللہ لولا انت ما اھتدینا ٭ ولا تصدقنا ولا صلینا
فانزلن سکینۃ علینا ٭ وثبت الاقدام ان لاقینا

یعنی اے خدا اگر تیرا فضل و کرم نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور روزہ و نماز نہ کرتے۔ اے خدا ہمارے اوپر اطمینان و سکون

نازل کرا اور اگر ہم کفار سے لڑائی کریں تو ہم کو ثابت قدم رکھ. حضرت خالد کے زمانے میں صحابہ نے ایک لڑائی میں جان توڑ کوشش کی اور اپنی اپنی شجاعت کا کارنامہ دکھلایا. بالآخر پیاس کی سختی سے بیتاب و نڈھال ہوگئے توت بالکل نہیں رہ گئی زمین پر زخمی تڑپ رہے ہیں اور سب کی زبان پر العطش العطش. پیاس. پیاس جاری تھا. اسی اثنا میں ایک شخص ایک گلاس میں پانی لاتا ہے اور کسی صحابی کو دیتا ہے وہ پینے کا ارادہ کرتے ہیں اچانک دوسری طرف سے العطش کی صدا کان میں سنائی دی آپ پانی چھوڑ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ پہلے میرے دوسرے بھائی کو پلاؤ پھر مجھے دینا چنانچہ وہ شخص دوسرے کے پاس پانی لیجاتا ہے اور ان کے ساتھ بھی وہی مذکورہ واقعہ پیش آتا ہے وہ بھی پانی چھوڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلے دوسرے کو پلاؤ بعد کو میں پیونگا. یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے سب یہی جواب دیتے ہیں کہ پہلے دوسرے کو پلاؤ پھر مجھے دینا وہ نہیں چاہتے تھے کہ میں پانی پی لوں اور دوسرا پیاسا رہجائے آخر جتنے پیاسے زخمی زمین پر تڑپ رہے تھے سب جام شہادت پی کر راہی ملک بقا ہوجاتے ہیں اور رضا کی خوشنودی در رضا میں آرام پکڑتے ہیں، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے غار ثور میں پہونچتے ہیں تو سرور کونین حضرت ابوبکرؓ کے زانو پر سر رکھ کر سوجاتے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ نے اس خیال سے کہ کہیں جناب فخر دو عالم کو کوئی چیز تکلیف نہ پہنچائے تمام سوراخوں کو کپڑے سے بند کردیتے ہیں ایک سوراخ کھلا ہوا تھا اس میں اپنے پیر کا انگوٹھا ڈالدیتے ہیں اتفاقاً اسی سوراخ سے ایک بچھو ڈنک مارتا ہے تکلیف بیحد ہورہی ہے پیر سوج گیا درد سے بیتاب ہورہے ہیں لیکن اس خیال سے اگر پیر میں کچھ حرکت ہوگی تو رسول اللہ کی نیند میں خلل ہوگا اپنا قدم وہیں جمائے رکھتے ہیں مگر بے اختیار آنکھوں سے آنسو کے چند قطرے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ٹپک پڑے آپ ٹھنڈک محسوس کرکے بیدار ہوجاتے ہیں اور حضرت صدیق اکبرؓ کا یہ حال دیکھکر بے چین ہوجاتے ہیں فوراً اپنا تھوک اس کاٹی ہوئی جگہ پر لگادیتے ہیں درد اچھا ہوجاتا ہے، جب نبی صلعم ہجرت کرجاتے ہیں اور جو صحابہ مکہ میں رہ گئے تھے وہ دن رات اسی کے منتظر تھے کہ کس وقت ہم لوگ مدینہ جاکر قدمبوس سرور کائنات ہوتے ہیں حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ہجرت کا ارادہ کرتے ہیں تو کفار نے آکر گھیر لیا اور کہنے لگے کہ اے صہیب تم چاہتے ہو کہ اپنا مال و زر لیکر مدینہ چلےجاؤ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا حضرت صہیب کہتے ہیں کہ اگر میں تمام مال چھوڑ دوں تب تو اجازت ملیگی کفار نے کہا ہاں اس طرح ہوسکتا آپ تمام مال چھوڑ کر مدینہ چلے گئے اسی طرح تمام صحابہ کو ہجرت کے وقت بیحد مصیبتیں اٹھانی پڑیں تمام مال و زر، بیوی، بچے چھوڑنے پڑے لیکن حب نبوی میں ان تمام چیزوں کو قربان کردیا چنانچہ حضرت ابوسلمہ ہجرت کرنے لگے تو ان کی بیوی ام سلمہ بھی اپنے لڑکے سلمہ کو گود میں لیکر اونٹ پر بیٹھ گئیں کفار نے ان کو روک لیا ایک شخص نے کہا کہ میں بچہ نہیں لیجانے دونگا دوسرے نے کہا کہ عورت میرے خاندان کی ہے میں عورت کو ہرگز نہیں جانے دونگا. ناظرین کو معلوم ہوگا کہ بیوی بچوں سے انسان کو کس حد تک محبت ہوتی ہے ایک دم نظروں سے اوجھل کرنے کو جی نہیں چاہتا لیکن وہ عاشق رسول تھے اور رسول کی محبت میں بیوی بچوں کی پروا نہیں کرتے. ان کے دل میں حب نبوی کا ایک طوفان تھا جو امنڈا چلا آرہا تھا ایثار و استقلال رگ رگ میں سرایت کر گیا تھا تمام گھر بار بیوی بچوں کو چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوجاتے ہیں اپنی ایثار کرنے والوں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ان مہاجرین کو بہت افضل قرار دیا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ (سورہ توبہ) یعنی جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت

اور اپنے مال اور اپنی جان قربان کردی وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑے درجے والے اور کامیاب ہیں اور ان جان و مال قربان کرنیوالوں، خدا و رسول کے احکام پر چلنے والوں کو جنت اور بہت بڑے اجر کی بشارت دی گئی ہے فرمایا گیا وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ (سورہ آل عمران) یعنی وہ لوگ جو مہاجرین ہیں اور جن کو وطن سے بے وطن کیا گیا اور میری راہ میں سخت سے سخت تکلیفیں پہنچائی گئیں اور وہ اللہ کے واسطے مرے بھی اور مارا بھی ہیں ان کی برائیوں کو معاف کرکے بہترین باغات میں داخل کرونگا

ان مذکورہ بالا آیتوں میں ایثار و قربانی اور اطاعت خدا و رسول کیطرف توجہ دلائی گئی ہے اور خدا نے بتلایا ہے کہ جو شخص میری راہ میں تکلیف و اذیت اٹھائیگا وہ ان انعامات کا مستحق ہوگا۔ حضرت بلال ایک حبشی غلام تھے لیکن انھوں نے بھی ایثار قربانی تعلیم مکمل طور پر حاصل کرلی تھی جو وقت یہ ایمان لاتے ہیں تو ان کا آقا مکہ کی جلتی ہوئی پتھریلی زمین جس پر چلنے سے پاؤں میں چھالے پڑجاتے ہیں انسان اس جگہ ٹھہر نہیں سکتا سخت دھوپ پڑتی تھی جس طرح آگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں اسی زمین پر آپ کو لٹا کر اوپر سے پتھر کی سل رکھدیتا اور دھوپ میں چھوڑ دیتا پیٹھ میں تمام پھپولے پڑجاتے پھر بھی زبان مبارک سے اَحَدْ اَحَدْ کا کلمہ نکلتا رہتا خدا و رسول کے دھیان میں کسی تکلیف کا احساس نہیں کرتے اسی طرح حضرت سمیہ اور حضرت کعب و خباب بن الارت و زبیر وطلحہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو خدا کی راہ میں ہزارہا مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے سخت دل ظالم کفار ظلم کرتے کرتے تھک جاتے ہیں لیکن ان حضرات کے پائے استقامت میں ذرا سی لغزش و جنبش نہ ہوئی۔ انہی جان نثار صحابہ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ۔ یعنی خداوند کریم نے مومنوں اور مسلمانوں کی جانوں کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ اسلام مجسمہ ایثار اور نمونہ استقلال بننے کا حکم دیتا ہے صحابہ کہتے ہیں کہ جب ہماری جانیں بک چکیں اور ان سے ہمارا قبضہ نکل چکا تو پھر ہماری جانوں کا مالک (خدا) جس طرح سے تصرف کرنا چاہے کرے جہاں چاہے قربان کردے یہی وجہ تھی کہ ہر اشارہ پر وہ ع سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے + کے مصداق رہا کرتے تھے کسی شاعر نے خوب تصویر کھینچی ہے۔ اشعار

جھلس کر سرخ ہو جاتی تھی جب چھاتی چٹانوں کی + ہم آغوشی ہوا کرتی تھی ان سے بے زبانوں کی
نشان سجدۂ توحید تھا جن کی جبینوں پر + دھرے رہتے تھے پہروں سخت پتھر اُن کے سینوں پر
جو ابراہیم کے پوتوں کو صول اور بانغ دیتے تھے + سلاخیں سرخ کرکے لوگ ان کو داغ دیتے تھے

ان مذکورہ واقعات سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ صحابہ نے جانی و مالی و اولادی ایثار و قربانی کس حد تک کیا یہی وجہ تھی کہ وہ لوگ ترقی کے کس بلند زینہ پر پہنچ گئے دنیا ان کی بندی ہوگئی بڑی بڑی سلطنتوں نے ان کے سامنے سر خم کردیا۔ افسوس کہ ہم ایثار قربانی کو ترک کرکے غیر قوموں کی نگاہوں میں ذلیل ہوگئے۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ ہم کو اسلام کے اس مبارک اصول پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین